Muhammad Imran
Ph.D. Scholar (Urdu), NCB & E Sub-Campus, Multan

محمد عمران
پی ایچ ڈی (اردو) سکالر، NCB & E، ملتان

ملتان کی تمدن و معاشرت

CULTURE & CIVILIZATION OF MULTAN

Abstract: A society is a group of individuals who live together based on the principle that their interests are shared. Their basic necessities of life are interconnected. According to the definition of society, it is not necessary that these individuals belong to the same nation, tribe, or religion. Similarly, if we look at the Urdu meaning of tamaddun (civilization), it refers to living together in one place, urban living, social life, ways of living, lifestyle, culture, and refinement. According to Waris Sarhindi's Urdu Ilmi Lughat (Urdu Academic Dictionary), the meaning of tamaddun is the way of living together, lifestyle, and humans living in large groups under a system. Similarly, the meanings of mu'asharat (social life) are living together, enjoying life with others, and way of life. Essentially, mu'asharat comes from the Arabic word mu'asharah, which means living together or coexisting.

Multan is a region surrounded on one side by the Hindu Kush mountains, on the other by the Arabian Sea, and on the third side by the desert, specifically the Thal desert. The land of this region is enriched by the waters of six rivers. It would not be wrong to say that this region has historically sustained the entire Indian subcontinent.

Key Words: Multan, Civilization, Region, Hsitoric, Indian subcontinent.

سرزمین ملتان کی حدود کے متعلق مختلف محققین اور جغرافیہ دانوں نے اپنی تصانیف میں مختلف آراء پیش کیں ہیں۔ جن آراء کو اخلاق احمد قادری نے اپنی کتاب "تاریخ و تمدن ملتان" میں لکھا ہے کہ

"۳۷۲ھ میں لکھی جانے والی کتاب "حدود العالم من المشرق الالمغرب" میں ولایت ملتان کی

حدود مشرق میں جالندھر تک معین کی گئی ہے۔ اسی طرح مغلیہ عہد کے آخر میں لکھی جانے والی کتاب "سیر المتاخرین" میں فیروز پور کو صوبہ ملتان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ ایک انگریز مستشرق لی سٹرینج Le Strange اپنی کتاب سرزمین ہائے خلافت مشرقی میں لکھتے ہیں کہ عرب مکران کے مشرق میں واقع تمام علاقہ کو سندھ کہتے ہیں۔ زکریا قدوینی جو ۱۲۵۷ء میں ملتان آیا تھا اپنی کتاب "آثار البلاد و الاخبار الاعباد" میں سندھ کو ہند و کرمان کا درمیانی حصہ لکھتا ہے۔ اسی سندھ کا مرکزی نقطہ تاریخی شواہد کی روشنی میں ملتان ہی رہا ہے۔"(۱)

ملتان کی حدود کے متعلق آئین اکبری اور خلاصتہ التواریخ میں جلال الدین اکبر بادشاہ کے دورِ حکومت میں ٹھٹھہ کا علاقہ صوبہ ملتان کا حصہ تھا۔ جس کے ساتھ صوبہ ملتان کی لمبائی تقریباً ۶۴۰ کوس بنتی ہے۔ اس کے بعد جب نادر شاہ نے محمد شاہ پر اپنی فتوحات کا سلسلہ بڑھایا تو اس کی حدود میں ردوبدل رونما ہوا اور سندھ کا علاقہ پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان اور ڈیرہ غازی خان کے علاقے ملتان سے الگ ہو کر سلطنت فارس یعنی ایران میں شامل ہو گئے۔ موجودہ دور میں ملتان کا ضلع ۱۹۷۵ مربع میل پر مشتمل ہے۔

ملتان کی سرزمین پر پہلی آباد ہونے والی نسل کے متعلق اگر ہم غور کریں تو وہ چھوٹے قد، سیاہ رنگ، موٹے موٹے ہونٹ اور سیاہ گھنگریالے بالوں کی حامل تھی۔ پھر جب یہاں پر سومیری لوگوں کا بسیرا ہوا تو ان کے آپس کے میل جول اور امتزاج سے موجودہ نسل کا سانچہ تیار ہوا۔ چونکہ سومیری لوگ دراز قد، چھریرے گندمی اور خوبصورت نقوش کے حامل لوگ تھے۔ ان کے بعد اس سرزمین پر جب آریا قوم آئی تو اس میں مزید تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ کیونکہ یہ لوگ آریا، اچھوت، برہمن اور راجپوت نسل کے تھے۔ اب بھی موجودہ ملتان میں مسلمان راجپوت، جاٹ، پٹھان، سید، انصاری، اعوان، آرائیں، مہاجر اور دیگر اقوام موجود ہیں۔ مہاجر قوم یہاں پر دوآبہ گنگا جمنا سے ہجرت کر کے آباد ہوئے تھے۔

ملتان کے لوگوں کے لباس کو دیکھیں تو یہاں کے مرد تہبند کو قدیم مصری مردوں کی طرح کافی سمجھتے تھے۔ مگر چند لوگوں کی طرح جن میں پجاری اور مذہبی لوگ شامل ہیں وہ تہبند کے علاوہ چوغہ پہنتے تھے۔ وادی سندھ کی تہذیب کے مردوں کا لباس تہبند اور چوغہ تھا۔ اسی طرح اس تہذیب کی عورتوں کے لباس میں زیریں لہنگا جو کمر کے گرد باندھا جاتا تھا اور کمر سے اوپر یہ ننگی رہتیں تھیں۔ اس تہذیب کی عورتیں قدیم زمانے سے آرائش و جمال، بناو سنگار اور تزئین کے شوق سے عاری نہ تھیں۔ اس کے متعلق مرزا ابن حنیف اپنی کتاب "سات دریاوں کی سرزمین" میں لکھتے ہیں کہ:

"ملتان اور ہڑپہ کے علاقے کے لوگ بھی پانچ ساڑھے پانچ ہزار برس پیشتر اس شوق سے عاری نہیں تھے۔ اور اس کی شہادت جلیل پور سے بخوبی ملتی ہے۔ جلیل پور اور اس کے پورے علاقے والے خصوصاً خواتین فطری طور پر بناو سنگھار میں خصوصی دلچسپی لیتی تھیں۔ وہ پکائی ہوئی مٹی، ہڈی، سیپ، پیتل اور کانسی کے ساتھ ساتھ لاجورد، عقیق

> اور سنگ سلیمانی وغیرہ جیسے نیم قیمتی پتھروں سے بنے ہوئے مختلف موتی منکے اور وزیور مثلاً چوڑیاں ، بالیاں اور ہار وغیرہ پہنتی تھیں۔ویسے مرد بھی موتی منکے تو پہن لیتے تھے۔ سونے کے پتر چڑھے منکے بھی پہننے کا رواج تھا۔ خواتین کی آنکھیں ان گزرے دنوں میں بھی سرمے اور کاجل سے جگ مگ کرتی رہتیں ۔بچے طرح طرح کے کھلونے سے جی بہلاتے اپنی دنیا میں مگن رہتے۔"(۲)

ملتان کے علاقے کی تہذیب کے لوگ قدیم زمانے سے دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ لاجورد کا استعمال بھی کرتے تھے۔اس کے ثبوت میں جلیل پور کی کھدائی سے ملنے والا لاجورد ہے جو کہ اس بات کا مضبوط حوالہ ہے۔اس کے متعلق اخلاق احمد قادری لکھتے ہیں کہ :

> "عورتوں کا زیریں لباس چھوٹا لہنگا ہوتا تھا جو کمر پر باندھا جاتا تھا۔ کمر سے اوپر ننگی رہتی تھیں۔ گلے میں مٹی کے دیگر منکوں کے لمبے لمبے ہار حمائل کرتی تھیں۔ سر پر ایک ناچتے مور کی دم کی ٹوپی ہوتی تھی۔ جس کے بازوؤں میں سخت کپڑے کے پلیٹ ہوتے تھے۔"(۳)

ملتان کی بنیادی اہمیت میں ایک اہم کردار اس کے شمال اور جنوب میں برآمد شدہ قدیم شہروں ہڑپہ اور موہنجوداڑو کے تہذیبی شہر ہیں۔ملتان کے نزدیک ہی صرف تیس میل کے فاصلے پر ایک اور قدیم شہر جلیل پور موجود ہے جہاں پر کھدائیوں کے دوران ملنے والی چیزوں سے اس علاقے میں تہذیب و تمدن کی یکسانیت کا مضبوط حوالہ ملتا ہے۔اس کے علاوہ اس علاقے کی بولیوں کی بھی الگ سے خصوصیات ہیں۔ جس کے موجودہ دور میں بھی نشانات موجود ہیں۔اس تہذیب کے تمدن و معاشرت کو آریہ اقوام نے بہت نقصان پہنچایا۔ آرین قوم نے موہنجوداڑو اور ہڑپہ کے شہروں پر قبضہ کیا اس پر تسلط کے دوران انہوں نے قتل وغارت کا بازار گرم کیے رکھا۔اس دوران جو لوگ ان کی قتل وغارت سے بچ نکلے وہ پھر ان علاقوں میں آباد نہ رہ سکے۔وہ لوگ ان علاقوں سے دکن کی طرف ہجرت کر گئے۔ملتانی قوم اور اس کے لوگ قدیم دور سے ہی متمدن، ترقی یافتہ اور مہذب تھے جن کے متعلق محمد ادریس صدیقی نے اپنی کتاب "وادئ سندھ کی تہذیب" میں لکھا ہے کہ

> "وادئ سندھ کی تہذیب سمیر کی اولین تہذیب اور ایلام و میسوپٹامیہ کے طوفان نوح سے قبل کے دور کی تہذیب کے نہ صرف ہم عصر تھی بلکہ کئی اعتبار سے ان سے برتر بھی تھی۔"(۴)

اس تہذیب کے لوگوں کے عہد ما قبل تاریخ وادئ دجلہ و فرات کے لوگوں سے تجارتی تعلقات قائم تھے اور اس کے علاوہ دیگر چیزوں کی آمدورفت کا سلسلہ بھی قائم تھا۔اس تہذیب کا علاقہ تقریباً ایک ہزار میل سے زائد وسیع و عریض تھا۔جو رقبہ کے لحاظ سے بابل / عراق سے چار گنا اور مصر سے دوگنا زیادہ تھا۔

اس علاقے کی معاشرت پر ایک گہرا اثر آریہ تہذیب کا رہا تھا۔ آریہ تہذیب میں لوگ مویشی پالتے اور گوشت کھاتے تھے۔ لباس چمڑے اور اون سے بنے ہوئے پہنتے تھے۔ کھیتوں میں ہل چلانے کے لیے بیلوں کی بجائے گھوڑوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ لوگ عورتوں کو حقیر جانتے تھے۔ جواء کھیلتے، ناچ اور موسیقی کے رسیا تھے۔ یہ لوگ خود پسندی اور خود مرتکز تھے لیکن انہی لوگوں نے پہلے سے موجود تہذیب کو نقصان پہنچایا۔ اس آرین قوم کے بہت سے رسمیں، مذہبی عقائد اور بالخصوص بولی اور زبان یہاں کی تہذیب میں سرایت کر گئی۔ جس کا اثر یہاں کی تہذیب پر گہرا تھا۔ اس کے متعلق ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر نے اپنی کتاب "مطالعہ تہذیب" میں لکھا ہے۔

> "قیاس ہے کہ اس زمانے کے یہ لوگ دراوڑی نسل کے تھے (جو ہندوستان کے اصلی باشندے تھے)۔ اس خیال کو اس سے بھی تقویت ملتی ہے کہ بلوچستان میں بروہی قبیلے کے لوگ اب بھی "براہوی" بولتے ہیں جو دراوڑی خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ قوم مہذب، متمدن اور ترقی یافتہ تھی اور آریاؤں کے دور سے قبل ہندوستان کے شمال اور شمال مغربی حصوں میں ان کی تہذیب عروج پر تھی۔"(۵)

ملتان کی تہذیب و تمدن پر اسلام کی آمد سے بھی کافی انقلاب برپا ہوا۔ کیونکہ اسلام پہلے سے موجود تمام مذاہب پر فوقیت رکھتا تھا اور ہے۔ اس کے اصول سادہ اور فطرت سے ہم آہنگ تھے۔ اس کی بنیاد نیک اعمال، پرہیزگاری، تقوٰی، عبادت گزاری، مساوات، حقوق العباد، ایفائے عہد کی تاکید اور تعمیل احکام خداوندی پر تھی۔ یہی خصوصیات تھیں جن کی بنا پر یہ مذہب یہاں کے لوگوں کے دلوں میں سرایت کر گیا اور اس علاقے میں پھیل گیا۔ مزے کی بات یہ کہ یہی وہ دور تھا کہ جب ملتان کا مشہورِ زمانہ بت اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ یہ وہ بت تھا کہ جس کی پوجا پاٹ کے لیے لوگ عرب و ہند اور دنیا کے دیگر ممالک سے ملتان آتے تھے۔ اس کے بعد ملتانی تمدن و معاشرت اور تہذیب میں صوفیاء اکرام اور علماء اکرام کا بھی بڑا حصہ شامل ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ملتانی جنگجو قوم نے اسلام کی ترویج، اشاعت اور تبلیغ میں اہم کردار ادا کیا۔ اسلامی دور میں ہی ملتانی لباس میں تبدیلی آئی تھی۔ اس سے پہلے یہاں کے مرد لوگ صرف دھوتی پر ہی اکتفا کرتے تھے۔ جس کا ایک سرا کندھے پر ڈال لیا جاتا تھا۔ عورتیں لہنگا اور چولی پہنتی تھی۔ اسلام کے آنے کے بعد ہی ستر پوشی پر زور دیا گیا تو کرتہ آیا۔ ملتانی لباس کے متعلق اخلاق احمد قادری لکھتے ہیں کہ

> "پاجامہ اور شلوار بھی اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہیں۔ اور ان پر ایرانی اور خراسانی چھاپ ہے۔ پاجامہ فارسی لفظ ہے اس کے لغوی معنی "پاؤں کا کپڑا" یعنی زیریں جسم کے لباس کے ہیں۔ اصطلاحی طور پر ٹانگوں کے مطابق سادہ خراش کے سلے ہوئے کپڑے کو پاجامہ کہا جاتا ہے۔ مغلوں کے عہد میں اس کی چوڑی دار شکل وجود میں آئی۔ مگر ملتان میں یہ زیادہ رواج نہ پا سکا۔"(۶)

ملتانی تمدن و معاشرت میں شادی بیاہ کی رسموں میں قدیم رنگوں کی آمیزش بہت زیادہ ہے۔ یہاں پر ہم صرف مسلم معاشرے کے شادی بیاہ کی رسموں کو دیکھیں گے۔ اس معاشرے میں بالواسطہ یا بالمواجہ ایجاب و قبول، گواہان کی موجودگی، تصدیق کے لیے مہر اور اعلان نکاح سے شادی

مکمل ہوتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ دوسری قدیم رسم و رواج جو ہندوؤں کی پیداوار تھیں وہ بھی ادا کی جاتی ہیں جو کے ابھی تک رائج ہیں۔ شادی پر بارات لے جانا، گھوڑے پر سہرا باندھ کر دولہا کو بٹھانا اور خواتین کی اور دولہے کی بہنوں کی دیگر رسمیں شامل ہیں۔ اسی طرح ملتان میں قدیم ہندو بھی اپنے مذہب کے مطابق دولہن اور دولہا کو آگ کے گرد سات پھیرے دلاتے تھے اور دیگر رسموں کی ادائیگی ہوتی تب شادی مکمل ہوتی تھی۔ قدیم ہندوستان میں ملتان میں مردوں کو جلایا جاتا تھا اور اس کی راکھ کو بہا دیا جاتا تھا۔ جب کہ اسلام میں قبر کا تصور موجود ہے۔ ملتان میں شروع اسلام میں قبر کو اتنی اہمیت حاصل نہ رہی تھی۔ محمود غزنوی کے عہد کے بعد یہاں پر قبروں کا تصور آیا پھر یہاں پر صوفیاء اکرام کے مقابر مشہور ہوئے۔

کسی بھی ملک و قوم کی تمدن و معاشرت میں زراعت اور فنِ تعمیر کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ انسانوں کی خوراک اور رہائش جیسی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ ملتان کو فنِ زراعت میں قدیم زمانوں سے مص کے بادشاہ اوزیرسOSIRUS نے روشناس کروایا تھا۔ قدیم ملتان مین ہندو قوم، طب و فلسفہ اور موسیقی کی رسیا بھی۔ ان علوم کی تربیت کے لیے ہندو پنڈت گھروں میں متعلم کو درس دیا کرتے تھے۔ یہی وہ دور تھا جب ابوریحان البیرونی نے بھی ملتان میں ان علوم کے درس ایک ہندو سے لیے اروا پنے وقت میں ان علوم کے استاد مانے گئے۔ اس دور کے ہندو لوگ البیرونی کو ریاضی اور دیگر علوم میں سمندر سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ اسی طرح اسلام کی آمد کے بعد اسلامی تعلیمات نے یہاں کے لوگوں کو اپنی طرف کھینچا۔ تب سے روحانیت، فلسفہ اور تصوف جیسے علوم عام ہوئے۔ ان علوم کی ترویج سے عربی زبان کو فروغ ملا اور اس کا چرچا رہا۔ پھر جب خراسانیوں کو عروج حاصل ہوا تو عربی سے فارسی کی طرف رجحان بڑا۔ یہی وجہ تھی کہ مغلوں کے دور حکومت میں بھی انہوں نے ترکی النسل ہونے کے باوجود فارسی ہی کو سرکاری زبان اروا شاعت و ترویج کے لیے اول درجہ دیا۔ مختلف علوم کی تعلیم و تربیت کے متعلق اخلاق احمد قادری لکھتے ہیں کہ:

> ”ملتان میں پہلا انگریزی سکول 1856ء میں قائم ہوا۔ جو بعد میں میٹرک کے درجے تک پہنچا۔ جس کو ان دنوں انٹرنس امتحان برائے داخلہ یونیورسٹی کہا جاتا تھا۔ انٹرمیڈیٹ کالج 1920ء میں قائم ہوا۔ جو 1943ء میں ڈگری کالج بن گیا۔ اور بعد ازاں اس میں ماسٹر آف سائنس اور ماسٹر آف آرٹس کی تعلیم بھی شامل کرلی گئی۔“(۷)

آخر میں ملتان کی صنعت و حرفت کا ذکر نا بھی ضروری ہے کیونکہ کسی بھی علاقے کی پہچان اور ترقی و خوشحالی میں صنعت و حرفت کا اہم کردار ہوتا ہے۔ ملتان قدیم زمانے سے کپڑا بنانے (جس میں ریشمی اور نفیس کپڑا قابل ذکر ہے) میں اہم شہر ہے۔ ملتان قدیم زمانے سے عراق، ایران اور عرب ممالک کے ساتھ تجارتی روابط قائم رکھے ہوئے ہے۔ مرزا ابنِ حنیف نے اپنی کتاب ساتھ دریاؤں کی سرزمین میں لکھا ہے کہ

> ”سر لیونارڈ وولی نے 1930ء میں عراق کے قدیم سومیری شہر "اُر" کی کھدائی کے دوران ایک گھر برآمد کیا۔ اس کی نچلی منزل کا رقبہ ڈیڑھ ہزار مربع فٹ اور دوسری منزل کا رقبہ ایک ہزار مربع فٹ تھا۔ نچی منزل میں پانچ کمرے اور ایک صحن

تھا۔ کھدائی سے معلوم ہوا ہے کہ پہلے یہ گھر نسبتاً زیادہ بڑا تھا مگر بعد میں کسی وقت دو کمرے اس گھر سے الگ کر کے ساتھ والے گھر میں شامل کر دیئے گئے تھے۔ یہ گھر ایانسر نامی ایک عراقی تاجر کا تھا تجارتی مال برآمد اور درآمد کرتا تھا۔ ایانسر ۱۸۱۳ق۔م اور ۱۷۹۰ق۔م کے بین بین دلمون کے ساتھ تجارت کر رہا تھا۔"(۸)

ملتان قدیم زمانوں سے صنعت و حرفت اور تجارت میں اہم رہا ہے۔ ملتان کے لوگوں کا ایک بڑا حصہ قدیم الایام سے مختلف اشیاء کے ساتھ ساتھ ریشمی کپڑے بنانے میں ماہر تھا۔ اس دور میں ریشم باف پٹولی کہلاتا تھا۔ کچھ محققین کے مطابق ملتانی لوگ بخارا اور ترکستان سے ریشم لا کر یہاں ریشمی کپڑے کی مختلف اقسام اور کپاس کے میل ملاپ ایک کپڑا تیار کرتے تھے جس کا نام صوفی تھا۔ یہ لوگ پگڑی، دوپٹہ، لنگی، چادر اور سنہری تار کا کام بڑی مہارت اور کاریگری سے کرتے تھے جو بہت مضبوط، خوبصورت اور پائیدار ہوتا تھا۔

ملتان کی صنعت و حرفت قدیم زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ پاکستان بننے کے بعد اس نے مزید ترقی کی۔ سوت سازی، ریشمی دھاگے سے کپڑے بنانا، کھڈیوں پر کپڑا بنانا اور دیگر قسم کی پارچہ بافی بنانے کے کارخانے قدیم وقتوں سے لے کر پاکستان بننے کے بعد تک چلے آ رہے ہیں۔ پارچہ بافی کی صنعت کے متعلق سجاد حیدر پرویز نے اپنی کتاب "ملتانی (ملتان کی تاریخ، تہذیب و ثقافت) میں لکھا ہے کہ

"پارچہ بافی ملتان کی قدیم صنعت ہے۔ آج سے ہزاروں سال قبل جب آرین وسط ایشیاء سے اس ملک میں آئے تو وہ اس صنعت کو ہمراہ لائے۔ کپاس کی کاشت کے لیے یہاں کی سرزمین موزوں تھی۔ اس لیے موٹا اور نفیس ہر قسم کا سوتی کپڑا یہاں تیار ہو کر بیرونی ممالک کو برآمد ہوتا تھا۔ مسلمانوں کی آمد سے قبل کئی قسم کے رنگین کپڑے تیار ہوتے تھے۔ مسلمانوں نے اس صنعت میں اور رنگوں کا اضافہ کیا۔ ہندوستان کی تاریخوں میں ملتان کی پارچہ بافی کا خاص طور پر ذکر آیا ہے۔"(۹)

یہاں کی بنی ہوئی چادریں، پلنگ کی چادریں، میزوں کا کپڑا دوسرے ممالک میں بہت مشہور ہے۔ ضلع ملتان اور کہروڑ پکا کا چھاپہ شدہ کپڑا مشہور رہا ہے۔ ان چیزوں کے علاوہ ملتان چونکہ ایک مرکزی اہمیت کا حامل شہر تھا۔ اس لیے یہاں کی کافی چیزیں ایسی تھیں جو ملتان سے مخصوص ہوئیں اور تحائف میں شمار ہونے لگیں۔ مثلاً طلاء دار جوتے، اجرکیں، ریشمی لنگیاں، کھیس، چادریں اور تکیے، سوئی اور آر سے کڑھے ہوئے کرتے، پھولدار دریاں، کاشی کا زیبائشی شامان، اونٹ کی کھال کے لیمپ کے شیڈ اور مرتبان، پلاسٹر آف پیرس کے کھلونے اور منقش پھولدان، ملتانی سوہن حلوہ، ملتانی فالودہ، آم، کھجور، تیل دھنیا اور سرسوں، شیشے کا سامان مشہور ہے۔ اس کے علاوہ ملتان، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان کے لوک فنون اور گھریلو دستکاریوں کی تفصیل بھی ہے جس میں ہاتھی دانت کا کام، کاشی گری، نقاشی، میناکاری، قالین بافی، پارچہ بافی، ریشم کا کام، چوب کاری، ٹھپے بنانا اور لکڑی کا کام، چمڑے کا کام، کاغذ سازی، سکے سازی اور گھریلو اور دیگر دستکاریاں قابلِ ذکر ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ اخلاق احمد قادری۔ تاریخ و تمدن ملتان۔ لاہور: علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۱۱ء، ص ۴۴۲

۲۔ ابنِ حنیف۔ مرزا، سات دریاؤں کی سرزمین۔ لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۷ء، ص ۲۰۷، ۲۰۶

۳۔ اخلاق احمد قادری۔ تاریخ و تمدن ملتان۔ لاہور: علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۱۱ء، ص ۴۴۵

۴۔ صدیقی، محمد ادریس۔ وادیٔ سندھ کی تہذیب، محکمہ آثار قدیمہ۔ کراچی: ۱۹۵۹ء، ص ۲۳۳

۵۔ نگار سجاد ظہیر۔ ڈاکٹر۔ مطالعہ تہذیب۔ کراچی: قرطاس، طبع چہارم فروری ۲۰۲۴، ص ۳۹، ۳۸

۶۔ اخلاق احمد قادری۔ تاریخ و تمدن ملتان۔ لاہور: علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۱۱ء، ص ۴۴۹

۷۔ ایضاً، ص ۴۵۵

۸۔ ابنِ حنیف: مرزا، سات دریاؤں کی سرزمین۔ لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۷ء، ص ۱۳۰

۹۔ سجاد حیدر پرویز۔ ملتانی (ملتان کی تاریخ، تہذیب و ثقافت)۔ لاہور: الفیصل ناشران و تاجران، س۔ن، ص ۱۶۴، ۱۶۳